پندرہ روزہ

بہار کی خبریں

۱۶ مارچ ۱۹۶۲ء

جلد ۔۔۔۔۔ ۴
شمارہ ۔۔۔۔۔ ۲۴

ایڈیٹر:۔ ولایت علی اصلاحی

قیمت سالانہ:۔ تین روپے
فی پرچہ:۔ ۱۲ نئے پیسے

پتہ:۔ پی، اے برائے ڈائرکٹر محکمہ تعلقات عوام سکریٹریٹ، پٹنہ ۱

شری کے۔ پی۔ اوجھا۔ ڈائرکٹر محکمہ تعلقاتِ عوام نے برقی آرٹ پریس۔ سبزی باغ۔ پٹنہ ۴ میں چھپوا کر شائع کیا۔

اِس شمارے میں

اگر حضرات بہار کی خبریں کا وی۔پی طلب کرتے ہیں، ان سے گزارش ہے کہ وی۔پی طلب کرنے کی بجائے تین روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال کرکے سالانہ خریدار بن جائیں۔

عبد الغنی

حضرت مخدوم شرف الدینؒ

حضرت مخدوم شرف الدین ابن یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ ان بزرگوں میں ہیں جنہوں نے علم و معرفت کی روشنی پھیلائی۔ آپ کی ذات شریعت و طریقت کا ایک سنگم تھی ہر سال ۵ شوال کو بہار شریف میں آپ کا عرس ہوتا ہے اور بڑا میلہ لگتا ہے، جس کو عام طور سے "چراغاں" کہا جاتا ہے ؎

ہندوستان کی مذہبی تاریخ رشیوں، منیوں، بزرگوں، درویشوں فقیروں اور صوفیوں سے بھری پڑی ہے۔ ہر دور میں بڑے بڑے بزرگ اور درویش پیدا ہوئے جنہوں نے نہ صرف یہ کہ خود حق و معرفت کی تلاش و جستجو کے لئے زندگی وقف کر دی، بلکہ انہوں نے انسانوں کو محبت و پریم کا درس بھی دیا۔ ان کے قلب کی صفائی کی اور دلوں میں ایمان و عرفان کی جوت بھی جگائی۔ اور ایک ایسی ہستی کے آگے سر نیاز خم کرنے کی تعلیم دی جو انسانوں کا پالن ہار اور تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ ان بزرگوں نے انسانوں کے اخلاق و کردار کو بلند کرنے، بے غرضی و بے نفسی کا جذبہ پیدا کرنے اور سب سے بڑھ کر انسان دوستی کے احساس کو زندہ و پائندہ کرنے کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے، اس نے ایسے مینارہائے نور کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ جن سے انسان ہمیشہ کسب ضیا کرتا رہیگا۔ خدا کے ان برگزیدہ بندوں کے سامنے کسی فرقہ ذات اور عقیدہ کا سوال نہ تھا، بلکہ باران رحمت کی طرح ان کا فیض عام تھا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ انسانوں کے دلوں پر انکی حکمرانی تھی اور آج صدیاں گزر جانے پر بھی لوگوں کے دل ان کی عقیدت سے سرشار اور آنکھیں احترام میں جھکی ہوئی ہیں۔ جگمگاتے جواہرات سے مرصع تخت پر بیٹھنے اور دولت و ثروت کے متوالے، فوجوں کے سہارے حکومت کرنے والے بادشاہوں کے نام صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔ مگر فاقوں پر فاقے کرنے والے ان بوریہ نشین بزرگوں کی حکمرانی آج بھی قائم ہے، آج بھی ان کا فیض جاری ہے۔ آج بھی ان کے روحانی چشمے سے دلوں کی پیاس بجھنے کا سلسلہ قائم ہے۔

انہی بزرگوں میں ایک حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بھی تھے جن کے حالات پر مختصر طور سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

<u>نام و نسب</u> آپ کا نام شرف الدین احمد تھا۔ شرف الحق والملت والدین لقب تھا۔ سلطان المحققین، برہان العاشقین، مخدوم جہاں اور مخدوم الملک وہ خطابات ہیں جو عقیدت مندوں کی زبان پر ہیں۔ آپ کا نسب پدری زبیر بن عبداللہ پر منتہی ہوتا ہے۔ اور نسب مادری حضرت سید امام حسین شہید دشت کربلا، نواسہ رسول اللہ صلعم سے ملتا ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت امام محمد تاج فقیہ شہر بیت المقدس (یروشلم) کے ایک محلہ قدس خلیل کے باشندے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اشارۂ غیبی پاتے ہی وہ وہاں سے روانہ ہوئے اور صوبہ بہار کے علاقہ منیر تشریف لائے۔ اور رشد و ہدایت کی راہ میں جد و جہد کے بعد منیر کو زیرنگیں کیا۔ کچھ دنوں یہاں قیام کرنے کے بعد بیت المقدس واپس ہو گئے مگر اولاد یہیں چھوڑ دی جن سے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا ـــ آپ کے والد ماجد مخدوم کمال الدین یحییٰ منیری حضرت امام

تاج فقیہ کے پوتے اور مخدوم عماد الدین المعروف مخدوم اسرائیل کے صاحبزادے تھے۔ مخدوم اسرائیل کا وصال ۵۹۲ھ میں ہوا۔

ولادت | حضرت مخدوم یحییٰ منیری کی شادی مشہور بزرگ حضرت شیخ شہاب الدین پیر جگجوت کی صاحبزادی سے ہوئی اور انہی کے بطن سے آپ ماہ شعبان ۶۶۱ھ کو قصبہ منیر میں اس عالم فانی میں تشریف لائے۔ آپ کی ایک بہن اور تین بھائی تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ شاہ جلیل الدین شاہ خلیل الدین اور شاہ حبیب الدین۔

تعلیم و بیعت | تعلیم گھر ہی پر ہوئی۔ خداداد ذہانت سے اپنے عام علوم و فنون جلد ہی حاصل کر لئے۔ اسی اثنا میں دہلی کے ایک مشہور عالم و بزرگ مولانا شرف الدین توامہ ترک وطن کر کے بنگال میں پنڈوہ کے قریب ایک جگہ سنار گاؤں جا رہے تھے کہ حضرت مخدوم یحییٰ منیری کا تذکرہ سن کر راستے میں منیر ٹھہر گئے۔ اور وہاں چند یوم قیام کیا اور حضرت کے مہمان رہے۔ اسی دوران مولانا توامہ آپ کے ذوق علم اور بلند کردار سے بے حد متاثر ہوئے۔ اور آپ نے بھی مزید تحصیل علم کے لئے مولانا کے ہمراہ سنارگاؤں جانے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ والد ماجد سے اجازت لے کر مولانا توامہ کے ہمراہ سنار گاؤں تشریف لے گئے۔ اور وہاں حصول علم میں منہمک ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد مولانا کے اصرار سے آپ نے اُن کی صاحبزادی سے شادی کر لی، جن کے بطن سے تین بچے پیدا ہوئے۔ دو کا تو وہیں سنار گاؤں میں انتقال ہو گیا۔ ایک صاحبزادے ذکی الحق زندہ رہے جن کو ساتھ لیکر آپ منیر واپس آئے۔ انہی حضرت ذکی الحق کی صاحبزادی سے خاندان کا سلسلہ جاری ہوا۔

سنار گاؤں کے دوران قیام تعلیم میں زبردست انہماک اور غلو کا یہ عالم تھا کہ گھر یعنی منیر سے جو خط جاتا تھا اسے کھول کر پڑھتے تک نہ تھے کہ مبادا تعلیم میں رکاوٹ نہ ہو۔ چنانچہ فراغت کے بعد جب آپ نے پرانے بے کھلے خطوط کا پلندہ نکالا تو جو سب سے پہلا خط کھولا اس میں والد ماجد حضرت مخدوم یحییٰ منیری کے انتقال کی خبر تھی۔ اس کے بعد آپ فوراً عازم وطن ہو گئے۔ اور گھر آ کر والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حق و عرفان کے متلاشی کو چین کہاں؟ گھر پر آپ کا جی نہیں لگا۔ والدہ سے اجازت لے کر پیر طریقت کی تلاش میں اپنے بھائی جلیل الدین کے ہمراہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور دہلی وارد ہوئے۔ وہاں مشہور ولی حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت میں بغرض بیعت حاضر ہوئے جب آپ مجلس میں داخل ہوئے تو اس وقت وہاں علمی مذاکرہ ہو رہا تھا۔ آپ نے بھی نہایت ادب کے ساتھ اس میں حصہ لیا جس سے تمام لوگوں کی نگاہیں آپ پر اُٹھ گئیں۔ مگر حضرت نظام الدین اولیا نے یہ کہہ کر بیعت نہیں لی کہ "سیمرغ غیست مگر انصیب دام ما نیست" سیمرغ تو ہے مگر میرے جال کی قسمت نہیں کہ وہ اس کا شکار ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نظام اولیا کو معلوم تھا کہ آپ کی بیعت کہیں سے ہونے والی ہے اور ایسی جلیل القدر ہستی کو اپنے حلقۂ مریدان میں نہ لینے کا انہیں افسوس تھا۔

دہلی سے رخصت ہو کر آپ پانی پت پہنچے اور حضرت شرف الدین بو علی قلندر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر ان کی عام جذب کی حالت دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ "خود تو پہنچے ہوئے ہیں، لیکن دوسروں کو پہنچا نہیں سکتے"۔ اس مایوسی کے عالم میں وطن کی راہ لی۔ واپسی کا قصد تھا کہ بھائی کے زبردست اصرار سے پھر دہلی آئے اور حضرت نجیب الدین فردوسی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حاضر ہوتے ہی آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ فوراً بیعت کی درخواست کی جو قبول ہو گئی۔ بیعت کے بعد ہی حضرت فردوسی نے پہلے سے لکھا ہوا اجازت و خلافت نامہ طاق سے اتار کر سپرد کیا اور فوراً واپس چلے جانے کی ہدایت کی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ کوئی خبر سنو تو واپس نہ آنا۔

آپ بیعت سے مشرف ہو کر خلافت نامہ وغیرہ لئے ہوئے ابھی دہلی سے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پیر کے وصال کی خبر ملی، جی تو چاہا کہ اُلٹے پاؤں واپس ہوں۔ لیکن پیر کی ہدایت و نصیحت کا خیال آتے ہی وطن کی واپسی کا سفر جاری رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ مغل سرائے سے تھوڑا پورب آگے بڑھے اور بہیا کا جنگل ملا تو جنگل میں مور کی آواز سن کر وجد کا عالم طاری ہوا۔ اور آپ نے اسی عالم میں جنگل کی راہ لی ——— بارہ سال کے بعد آپ راجگیر میں اسی حال میں دیکھے گئے کہ ایک درخت کی شاخ پکڑے کھڑے ہیں۔ اور چیونٹیاں حلق کی طرف آ جا رہی ہیں۔ یہ خبر مشہور ہو گئی اور کچھ لوگوں سے راجگیر میں ملاقات ہونے لگی۔ اسی زمانہ میں حضرت نظام الدین اولیا کے ایک خلیفہ حضرت نظام الدین مدنی بہار تشریف

میں قیام پذیر تھے۔ ان کو جب خبر ملی تو وہ بھی راجگیر گئے اور آپ سے ملاقات کی اور برابر آمد و رفت رہی۔ حضرت نظام الدین مُنی اور دوسرے لوگوں کے اصرار سے آپ نماز جمعہ بہار شریف میں ادا کرنے لگے اور اسی طرح رفتہ رفتہ آپنے بہار شریف میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

بے نیازی | دہلی میں سلطان محمد تغلق کی حکومت کا یہ دور تھا، اس کو جب آپکے بہار شریف میں قیام کی خبر ملی تو ایک خاص سفیر کو پرگنہ راجگیر کی نذر کا فرمان دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپنے اتنی بڑی جائداد کو قبول کرنے میں پس و پیش کی۔ سفیر نے سلطان کی زبردست ناراضگی اور اس کے ردعمل کا خیال کرتے ہوئے آپ کو یہ نذر قبول کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اسکے بعد جب سلطان محمد تغلق کا انتقال ہو گیا تو آپنے دہلی کا سفر اختیار کیا۔ اور اسکے بیٹے فیروز شاہ تغلق کے دربار میں تشریف لائے۔ فیروز شاہ تغلق آپ کا بڑا عقیدت مند تھا۔ درباریوں کو جب آپ کی تشریف آوری کی خبر ملی تو انہوں نے بادشاہ کے کان بھرنے کی کوشش کی اور یہ حاشیہ آرائی کی کہ آپ مزید جاگیر حاصل کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ لیکن جب آپ دربار میں تشریف لائے تو سلطان کے سامنے فرمان رکھتے ہوئے کہا کہ اسے واپس لے لیا جائے۔ جاگیر و جائداد کا بار میں نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ دیکھ کر درباری اور خود بادشاہ دنگ رہ گیا۔ بادشاہ کے شدید اصرار کے باوجود آپنے وہ فرمان واپس ہی کر دیا۔ مگر پھر بھی بادشاہ نے کچھ نقدی شامل کر ہی دی مگر دربار سے باہر آتے ہی تمام رقم آپنے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دی۔

حضرت مخدوم کا عمل ایک ایسی شمع ہدایت ہے جس سے ہمیشہ روشنی ملتی رہیگی۔ آج اس حقیقت سے انکار کرنا مشکل ہے کہ تصوف، اور خانقاہوں کو جو سرچشمہ رشد و ہدایت تھا، سب سے بڑا نقصان انہی جاگیروں اور جائدادوں سے پہنچا ہے۔ بادشاہوں کی بخشی ہوئی جائدادوں اور جاگیروں نے فقر کی بوریا تہہ کر کے امارت کا قالین بچھوا دیا۔ اور انسانیت کی خدمت اور روحانیت کا درس دینے والوں کو ان کے منصب سے ہٹا کر جائدادوں کا انتظام و انصرام اور اس کی وراثت کے جھگڑوں میں الجھا دیا۔ اور مسند سجادگی کو خلافت سے وراثت میں بدل دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روحانیت کا وہ سرچشمہ ہی خشک ہو گیا جس سے مرجھائے قلب تازگی اور سعادت کی تاریکی میں بھٹکنے والے دل تابندگی حاصل کیا کرتے تھے۔ اسی خطرہ کے پیش نظر حضرت مخدوم نے بادشاہ کی دی ہوئی جائداد بھرے دربار میں واپس کر دی۔

وصال | شوال ۷۸۲ھ میں آپ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے۔ اس طرح آپ نے ۱۲۱ سال اس عالم آب و گل میں قیام فرمایا۔ شام سے آپ کی طبیعت میں اضمحلال شروع ہوا۔ اور صبح کو روح نے جسم خاکی کو چھوڑ دیا۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہار شریف میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

علمی کارنامے | ویسے تو آپ کی بارگاہ میں ہر وقت علمی صحبتیں گرم رہتیں اور بڑے بڑے شرعی و فقہی مسائل اور حقیقت و معرفت کے راز ہائے سربستہ پر مذاکرہ ہوتا تھا۔ لیکن خاص طور سے آپکے ملفوظات اور مکتوبات مشہور ہیں۔ مکتوبات میں، مکتوبات صدی، مکتوبات دوصدی، مکتوبات بست وہشت، اور فوائد رکنی ہے۔ ملفوظات میں معدن المعانی، مخ المعانی، راحت القلوب، خوان پر نعمت، کنز المعانی، مغز المعانی، گنج لایفنی، مونس المریدین، تحفہ غیبی، ملفوظ الصفر اور بحر الحقیقی ہے۔ اور تصانیف میں آداب المریدین، عقاید شرفی، ارشاد السالکین ارشاد الطالبین، اجوبہ کاکویہ، اوراد خورد، اوراد اوسط، فوائد المریدین اجوبہ زاہدیہ، رسالہ اشارات، رسالہ مکیہ اور اوراد کلاں ہیں ان کتابوں میں علم و معرفت اور حق و وجدان کا سمندر بند ہے۔ آپ بھاشا میں بھی شاعری کرتے تھے اور شرف تخلص کرتے تھے۔ اسکے علاوہ کئی فالنامے گجمند رکے نسخے، نقش اور طلسمات آپ سے منسوب ہیں۔ آپکا یہ شعر کافی مشہور ہے۔

شرفا گور ڈراون سن اندھیاری رات
تاں نہ پوچھے کون تمہاری ذات

یہ فالنامہ بھی مشہور ہے۔

دس چار کچھ اگم آوے　　آٹھ پانچ پہل مانگے آوے
تین اگیارہ پہنچے راج　　نو سو ترہ کرے اکاج

ایک مشہور گجمندرہ کے اہم ٹکرے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:—

بسم اللہ الرحمن الرحیم — اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد

کرتا سوں برتا وہی　ایک سوجن ہار

جو کچھ مہورت میں تمہیں ساکھی دھرت ہوں۔ جو کچھ فلانے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

ضلع رانچی

کانگریس

۱- بریندر ناتھ رائے (رانچی) ۲- ظہور علی (منڈار)

سوتنتر پارٹی

۱- جگیشور چودھری (سلّی) ۲- سومر رام (سوناہاتو، شیڈولڈ کاسٹ)
۳- راجیکا ناتھ شاہدیو (رانچی صدر) ۴- میکائل (چین پور، شیڈولڈ کاسٹ)
۵- سیتا رام بھگت (سیسائی، شیڈولڈ کاسٹ)
۶- سوشیل باکھلا (لوہردگا، شیڈولڈ کاسٹ)

جھارکھنڈ

۱- بھان سنگھ منڈا (تامر، شیڈولڈ کاسٹ) ۲- پھول چند کشیپ (کھونٹی، شیڈولڈ کاسٹ) ۳- سموئیل منڈا (تورپا، شیڈولڈ کاسٹ)
۴- سوشیل باگے (کولے بیرا، شیڈولڈ کاسٹ) ۵- سوین اوراؤں (سمڈگا، شیڈولڈ کاسٹ)۔ ۶- پونی اوراؤں- (گملا، شیڈولڈ کاسٹ) ۷- پونل دیال (بیرو، شیڈولڈ کاسٹ)

ضلع پلاموں

سوتنتر پارٹی

۱- جھامن سنگھ (لاتیہار، شیڈولڈ کاسٹ) ۲- لال جگت دھاری ناتھ شاہدیو (پانکی)، ۳- سچیدانند ترپاٹھی (ڈالٹین گنج) --
۴- گوپی ناتھ پرشاد سنگھ (گڑھوا) ۵- شنکر پرتاپ دیو (بھاؤناتھ پور) ۶- رام کشور رام (لسلی گنج، شیڈولڈ کاسٹ)۔
۷- کرشن مراری سنگھ (بشرام پور)

کانگریس

۱- رام دینی رام (حسین آباد، شیڈولڈ کاسٹ مخصوص نشست)

(باقی صفحہ ۶)

کے ہنڈ پرانی میں ہوتی۔ راہ کا باٹ کا، کوے کا، پوکھر کا، اندھیاری کا، اُجیالی کا، چوٹ کا، پھیٹ کا، کئے کا، کرائے کا، بھیجے کا، کھچاہے کا، لانگھے کا، الکھن کا، دیو دانو، بھوت پلیت، راکس، بھوکسی ڈائن ڈکن، لکھن بکچھ، چڑیل میل، ملان جان بھوان —— گلٹی بھرکی، باد گولا، سرخ باد، سبز باد، سیاہ باد، زرد باد، وہفتاد باد، ہر بادے کہ باشد، در وجود فلاں جن اپکار دہس ہے، دہائی سلیمان بن داؤد پیغمبر کی، حل بھسنت ہو۔ بیک بلا جائے بیک بلا جائے ——

سراپ جی جی کرنت تی تی مرنت
کالا ہنسا نرملا بسے سمندر بین
پنکھ بسارے، بکھ ہرے نرمل کرے سریر —— ورد رہے نہ پیر —— بحق لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ——

ایں دوہرہ راسہ بار بخوانند —

یہ ہندی دوہا بھی جو آنکھ کی دوا ہے بہت مشہور ہے —

لودھ، پھٹکری، مرداسنگ ہلدی زیرا، ایک ایک ٹنک
افیون چنا بھر مرچیں چار اُرد بھر موتھا اس میں ڈار
پوستہ کے پانی پوٹلی کرے نینا پیر پل میں ہرے"

آپ کے اجل خلفا میں حضرت مظفر شمس بلخی اور حضرت منہاج راستی پھلواروی ہیں۔ روایت ہے کہ آپ کے وصال کے بعد حضرت مظفر بلخی نے خواب میں آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا —

"آئیں رات سہائیاں جن کارن دُکھیاں کھایاں"

یعنی وہ سہانی راتیں آگئیں، جن کے لئے میں نے اتنے دھکے کھائے —